”حج“ بین الاقوامی عبادت

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ

......فاعوذباللہ من الشیطٰن الرجیم......بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبرکا وھدی للعلمین (آل عمران آیت:۹۶)

اسوۂ مساوات: ......بزرگان محترم! مساوات ایک رخی کو بر رنگ عبادت عملی صورت دینے کے لئے حق تعالیٰ نے حج کی عبادت مقرر فرمائی کہ اس قبلہ پر مشرق و مغرب کی قومیں یکساں انداز سے جمع ہوں، تاکہ ان میں سے اونچ نیچ کے جراثیم ختم ہوں، بلکہ اس مساویانہ اجتماع سے پیدا شدہ عملی مساوات کے نمونہ کو سامنے رکھ کر اپنی پوری زندگی اسی مساوات اور باہمی برابری کے ساتھ گزار دیں۔ اسی بناء پر شریعت اسلام نے اس قبلہ کو اول تو سارے انسانوں کا قبلہ قرار دیا، چنانچہ آثار و روایات حدیث سے ثابت ہے کہ کوئی نبی دنیا میں ایسے نہیں گزرے کہ انہوں نے اس قبلہ کا طواف نہ کیا ہو اور ظاہر ہے کہ جب سارے انبیاء اس بیت خداوندی کی عظمت اور اس سے عشق و محبت کرتے آئے ہیں اور اسے اپنا قبلہ تسلیم کر چکے ہیں تو قدرتی طور پر ان کے ماننے والی قوموں کا قبلہ بھی یہی بیت اللہ ثابت ہوتا ہے۔

پھر قرآن نے بھی یہی بتلایا کہ قبلہ کی وضع دنیا کے سارے انسانوں کے لئے ہوتی ہے، ارشاد باری ہے کہ ﴿ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبرکا وھدی للعلمین﴾

سب سے پہلا خدا کا گھر (کعبہ معظم) جو لوگوں کے لئے وضع کیا گیا ہے، وہ مکہ میں ہے، آیت کریمہ میں اول تو ”وضع للناس“ کا لفظ لایا گیا، یعنی سارے انسانوں کے لئے ”وضع للعرب یا للعجم“ نہیں فرمایا گیا، جس سے عرب اور بقیہ ساری اقوام کا قبلہ یہ بیت کریم ثابت ہوا، پھر اسے ہدایت اور رہنما بتلانے کے لئے ”عالمین“ کا لفظ استعمال فرمایا کہ وہ جہانوں اور عالموں کے لئے ہدایت ہے، جس سے اس قبلہ کا تمام جہانوں کے لئے عالمی ہدایت کا قبلہ ہونا ثابت ہوا، جس کے معنی اس کے سوا دوسرے نہیں کہ اطراف و اکناف عالم سے تمام اصناف بشر اور تمام قومیں اس

عالمی رہنمائی کے تحت حج کرنے کے لئے اس کی طرف بڑھیں اور اپنی اجتماعیت کبریٰ یا عالمی اجتماعیت کا ثبوت دیں۔

امام الناس (علیہ السلام) اور مرکز الناس:......اسی لئے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو جنہیں قرآن نے امام الناس فرمایا ہے کہ ''انی جاعلك للناس اماما'' اور فرمایا ''واذن فی الناس بالحج'' لوگوں کے لئے حج بیت اللہ کا اعلان عام کردیں۔

تو یہاں بھی دونوں جگہ بلا تخصیص عرب و عجم " الناس " کا لفظ لایا گیا، یعنی موذن تو امام الناس بنائے گئے، جنہیں بلا تخصیص تقریباً دنیا کی تمام بڑی قومیں امام تسلیم کرتی ہیں اور اس اعلان کا مخاطب بھی " الناس " ہی کو بنایا گیا جس میں کسی قوم یا ملک کی تخصیص نہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ سارے انسانو! حج کے لئے چلو، اس کے لئے امام العرب یا امام الشام یا امام العراق نہیں بلکہ " امام الناس " کہا گیا۔ جنہیں یہود و نصاریٰ بھی امام مانتے ہیں اور مسلمان بھی انہیں اپنا امام تسلیم کرتے ہیں، مجوس اور فارسی قومیں بھی زرتشت کے نام سے انہیں امام تسلیم کرتی ہیں اور براہمہ بھی ابراہیم کو اپنا امام تسلیم کرتے ہیں، غالباً اسی لئے انہوں نے اپنا لقب براہمہ رکھا ہے، نیز بقیہ اقوام بھی تبعاً اسی ذیل میں آجاتی ہیں، جو ممکن ہے کہ ناموں کے تفاوت سے بھی وہ ان کی امامت کو تسلیم کرتی ہوں، غرض اعلان حج کے لئے امام الناس کو منتخب فرمایا جانا اس کی کھلی علامت ہے کہ حج کی یہ اذان عام دنیا جہاں کے سارے انسانوں کے لئے تھا اور حج کے اس اعلان عام کا خطاب " الناس " کو بنایا جانا بھی، جس میں کسی ایک یا قوم کی تخصیص نہیں، اس کی کھلی دلیل ہے کہ حج کا خطاب دنیا کے سارے انسانوں کے لئے ہے، جس سے صاف واضح ہے کہ حق تعالیٰ نے اس قبلہ مقدسہ کو مرکز ناس اور مرکز عالم بنا کر حج کے لئے اس کے اردگرد سارے ہی انسانوں کو جمع کرنے کی اذان عام دی ہے، جس سے حج ایک بین الاقوامی عبادت ثابت ہوجاتا ہے، لیکن اگر اور قومیں اس سے منحرف بھی ہوجائیں اور صرف مسلمان ہی اس کی طرف رجوع کریں، تب بھی وہ بین الاقوامی قبلہ ثابت ہوگا، کیونکہ مسلمان دنیا کے ہر خطہ میں موجود ہیں اور وہ یورپ، ایشیا، افریقہ اور امریکا سے چل کر نوبت بہ نوبت حج کے لئے آئیں گے تو بین الاقوامیت پھر بھی نمایاں رہے گی اور اس میں پہنچ کر حج بین الاقوامی ہی عبادت ثابت ہوگا۔

عالمی مساوات:......خلاصہ یہ ہے کہ حج بروئے قرآن اس دنیا میں ایک عالمی اجتماع ہے جس میں ساری قومیں یکسانیت کے ساتھ حصہ لیتی ہیں، اس لئے ان میں قدرتی طور پر اخوت اسلامی، عالمی مساوات اور عالمی بھائی چارہ اور عالمی خدمت کا جذبہ ابھرنا چاہئے، پھر ساتھ ہی حج میں صورتوں میں بھی مساوات رکھی گئی ہے، پھر اسی پر قناعت نہیں کی گئی کہ اقوام ہی یکساں رہیں، بلکہ آنے والے افراد میں بھی باہم یکسانی رونما ہو، لباس بھی سب کا ایک ہو، وضع ایک اور افعال بھی سب کے ایک اور یکساں ہوں، امیر و غریب، بادشاہ و گدا، خواص و عوام، عالم و جاہل، نیک و بد، صالح و طالح، متقی اور فاسق، ایک ہی لباس میں، ایک ہی کفن میں، ننگے سر، ننگے پاؤں یکساں فقیرانہ انداز سے اس بیت کریم کے اردگرد جمع

ہوں، احرام بندھا ہوا ہے اور ایک وضع اور ایک رخ ہو کر اس بیت کریم کے ارد گرد پروانوں کی طرح چکر لگائیں، طواف کریں اور اس پر جاں نثاری کا ثبوت دیں۔

بندگی میں یکسانیت:......عرفات کے میدان میں بھی اسی ایک وضع میں خاک بر سر ہو کر اپنے رب کے سامنے گڑگڑائیں، فریاد کریں، مزدلفہ میں بھی ایک ہی انداز سے گریہ وزاری میں محو اور مست ہوں، صفا اور مروہ کے پہاڑیوں کے درمیان بھی اسی ایک انداز گرویدگی اور محویت سے عاشقانہ اور والہانہ دوڑ لگائیں، ایک قافلہ دوسرے قافلے کو دیکھے تو بجائے کسی دنیاوی یا معاشرتی نعرہ کے، لبیک لبیک کا نعرہ بلند کرے تاکہ باہمی یکسانیت کے ساتھ ان کی بندگی میں بھی یکسانیت رہے اور ایک ہی متواضعانہ اور سرفروشانہ انداز سے ایک دوسرے کے سامنے آئے، خواہ وہ حکمران ملک اور سربراہان ریاست ہو یا عوام الناس پبلک مین ہو، ظاہر ہے کہ جب اسی لاکھوں لاکھ انسانوں کی ایک ہی فقیرانہ وردی، ایک ہی سب کی نقل وحرکت، ایک ہی عمل، ایک ہی مرکز اور ایک ہی رخ ہوگا، کیسے ممکن ہے کہ اس مساویانہ انداز میں ہو کر ان میں اونچ نیچ کا کوئی تصور بھی باقی رہے گا، دنیا کی کوئی قوم اس عملی مساوات کا نمونہ دکھلائے تو سہی کہ ایسی بین الاقوامی مساوات کس میں ہے؟ اور ظاہر و باطن کی برابری اور ہمواری کا ایسا سچا مظاہرہ کس نے کر کے دکھلایا ہے یا دکھلا سکتی ہے۔

قلوب وقوالب کی یکسانی:......پھر اسی کے ساتھ سب کی پارسائی، اور زہد وقناعت کا یہ عالم کہ گھر وبار چھوڑے، زر ومال بقدر ضرورت ہی لئے ہوئے، نہ رسمی عز وجاہ کا تصور، نہ کسی پر کسی کو بڑائی کا زعم، نہ کسی میں اونچ نیچ کا وہم، نہ کسی کی زبان پر کوئی فحش وبے حیائی کا کلمہ، نہ آپس میں جھگڑا اور نزاع، نہ جدال وقتال، بلکہ قلبی طور پر ایک دوسرے کے ساتھ گرویدگی، خدمت باہمی جذبہ ایثار وقربانی کا ہمہ وقت تصور اور ہر ایک میں بجائے نیچ ہونے کے غناء وتوکل کا جذبہ، رسمی کر وفر اور ٹھاٹھ باٹھ سے کوسوں دور، سادگی اور بے تکلفی سے مخمور، اسی ایک کی محبت میں چور چور، اسی سے مانگنا اور اسی ایک کے آگے جھکنا، جو سب کا ایک ہی مرکز حقیقی، اصل وجود اور خالق ومالک ہے اور اسی کے اس بین الاقوامی گھر کے ارد گرد گھومنا جو سب کا مرکز ظہور، سب کی مادی اصل اور سب کے لئے مرکز کشش ہے۔

دنیا کی کوئی قوم قلوب کی یہ یکسانیت، قوالب کی یہ مساوات، افراد انسان کی یہ عالمی موانست اور اولاد آدم کی یہ عالمی اخوت دکھائے تو سہی کہ کہاں ہے جو اسلام اور مسلم نے اپنے رب سے جڑ کر دکھلائی اور نہ خود ہی دکھلائی بلکہ اسی نے دنیا کو یہ سبق دیا کہ اونچ نیچ کا مٹانا نعروں سے نہیں بلکہ عملاً یوں ہوتا ہے اور کبر وغرور کا سر اس طرح توڑ دیا جاتا ہے۔

مساوات وعبادت کی یکسانی:......اسی توجہ الی اللہ اور ایک رخی کا قدرتی اثر ہے کہ لاکھوں لاکھ کے مجمع میں مرد اور عورت مساوات کے ساتھ ایک جگہ ایک مقام پر جمع ہوتے ہیں، نہ کہیں فحاشی کا نشان ہوتا ہے، نہ بے حیائی کا وہم وگمان، نہ معصیت کاری کا کوئی داعیہ، نہ کسی کی حق تلفی کا کوئی جذبہ، نہ طبقہ وارانہ فسادات، نزاع وجدال ہے، نہ قتل وقتال، نگاہوں

میں پاکی اور دلوں میں حق شناسی اور ساتھ ہی عبادت اور اللہ سے وابستگی۔

یوں باہم کس نے کئے ساغر و سنداں دونوں

عملاً دکھایا جاتا ہے کہ معاصی اور گناہوں سے کیونکر بچا جاسکتا ہے اور انسانی ہمدردی اور مساوات کو عبادت کے ساتھ کس طرح بروئے کار لایا جاتا ہے۔

عالمی اخوت:...... پھر حج میں عالمی اخوت و مساوات محض لفظی یا اخلاقی حد تک محدود نہیں رکھی گئی بلکہ اس کے ساتھ تعاون باہمی، ضرورت مندوں کے لئے مالی اعانت و ہمدردی کا سلسلہ بھی قائم فرمایا گیا ہے تاکہ یہ اخوت و مساوات ہر نہج سے مستحکم ہوتی رہے اور اس حسن سلوک اور احسان عام سے دنیا کے ہر خطہ کے مسلمان، دوسرے ملک کے مسلمانوں کے ساتھ منت پذیری اور احسان شناسی کے ساتھ مربوط ہوں، کیونکہ خصوصیت سے اس طویل وعریض سفر میں صرف امراء ہی نہیں آتے، بلکہ غرباء بھی شامل ہوتے ہیں، بلکہ اکثریت غرباء ہی کی ہوتی ہے، جو اپنے ذوق وشوق سے کسی نہ کسی ضروری حد تک ہی سامان سفر مہیا کر کے پہنچ جاتے ہیں، ہوسکتا ہے کہ ان کے پاس رقم کی قلت ہوجائے اور وہ اپنی بعض واجبی ضروریات بھی پوری نہ کرسکیں اور تکلیف میں مبتلا ہوجائیں یا ضرورت کی حد تک رقم ہو، مگر اچانک کوئی غیر معمولی ضرورت پیش آجائے جو ان کی برداشت سے باہر ہو جیسے بیماری اور دوا دارو وغیرہ کی پریشانی، یا یہ بھی نہ ہو، مال چوری ہوجائے اور وہ غنی ہوتے ہوئے بھی اس سفر غربت میں فقیر بن جائیں اور مستحق امداد بن جائیں یا ان میں کوئی بھی صورت پیش نہ آئے، وقتی حالات کے لئے تالیف قلوب ہی ضروری ہوجائے، ان تمام احوال کے پیش نظر حدیث نبویؐ نے یہ کہہ کر ان کی مالی اعانتوں کی ترغیب دی کہ حرم محترم میں جو بھی غریبوں پر خرچ کیا جائے گا، اس کا اجر ایک لاکھ گنا ہوگا، یعنی ایک روپیہ کا صدقہ ایک لاکھ روپے کے صدقے کے مساوی ہوگا۔

حج میں روحانی ترقی کے درجات:...... جس کا حاصل یہ ہے کہ غیر حرم میں تزکیہ نفس یا رذیلہ بخل سے پاکی اور غنائے نفس کا ملکہ ایک لاکھ روپیہ صدقہ دے کر پیدا ہوتا ہے، وہ حرم محترم میں ایک روپیہ دے کر ہوجائے گا اور روحانی ترقی کے درجات ایک سے ایک لاکھ تک پہنچ جائیں گے، سو کون ہوگا، کہ اس ترغیب کے بعد اس بہتی ہوئی سبیل میں ہاتھ تر نہ کرے۔

عالمی حسن سلوک:...... پھر قرآن کریم نے حج کی قربانیوں تک میں جو مناسک حج میں سے ہیں، غرباء اور ضرورت مندوں کی رعایت فرمائی اور اس حسن سلوک کا سلسلہ بھی عالمی بنادیا ارشاد حق ہے:

"فکلوامنها واطعموا البائس الفقیر" سو ان قربانیوں کے جانوروں میں سے خود بھی کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاج کو کھلاؤ، غرض حج میں جیسے عالمی اخوۃ ومساوات رکھی گئی ہے، ویسے ہی مالی تعاون کو بھی بین الاقوامی بنادیا ہے کیونکہ مصیبت زدہ فقیر میں کسی ملک یا وطن کی تخصیص نہیں فرمائی گئی کہ وہ عرب کے ہوں یا عجم کے، بلکہ دنیا کے کسی خطہ کے ہوں، سب

اسی میں داخل ہیں۔

حج میں عالمی تجارت:......سوال یہ ہوسکتا ہے کہ ایک شخص صدقہ وخیرات کا جذبہ بھی رکھتا ہے اور غریبوں کی امداد بھی کرنا چاہتا ہے، لیکن نقد رقم اس کے پاس اتنی نہ ہو کہ وہ یہ جذبہ پورا کرسکے، تو قرآن حکیم نے اس صورت حال کو سامنے رکھ کر اس کی بھی اجازت دی ہے کہ اگر کوئی مال تجارت ساتھ لے جاکر فروخت کرسکے، جس سے اپنی اور اپنے دوسرے بھائیوں کی ضرورتیں پوری ہوتی ہوں تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور نہ اس عبادت پر اس سے کوئی فرق پڑے گا، ارشاد فرمایا گیا:

''لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلاً من ربکم''

اگر حج میں کچھ اسباب تجارت ہمراہ لے جانا، مصلحت سمجھو تو تم کو اس میں ذرا بھی گناہ نہیں کہ حج میں معاش کی تلاش کرو (جو تمہاری قسمت میں) تمہارے پروردگار کی طرف سے (لکھا) ہے۔

دوسری جگہ ایک دوسرے عنوان سے اسی اجازت کو اس طرح دہرایا گیا ہے کہ اس میں ترغیب دینے کی شان بھی پیدا ہوگئی، جہاں ابراہیم علیہ السلام کو حج کا اعلان عام کردینے کا امر فرمایا گیا، وہیں یہ بھی ارشاد حق ہے، فرمایا:'' لیشھدوا منافع لھم''

(اس اعلان سے لوگ پیدل اور دبلی پتلی اونٹنیوں پر جو دور دراز راستوں سے پہنچی ہوں گی، چلے آئیں گے) تاکہ وہ اپنے فوائد کے لئے آموجود ہوں گے۔

یہاں منافع کا لفظ عام ہے جس میں اولیت کے ساتھ حج کے اخروی منافع جیسے رضا خداوندی، اجر وثواب اور آخرت کی ترقی درجات بھی داخل ہیں اور ثانویت کے ساتھ دنیوی منافع جیسے قربانی کا گوشت کھانا اور کھلانا اور تجارت یا صنعت و حرفت یا علاج معالجہ وغیرہ سے مال کمانا بھی شامل ہیں۔

عالمگیر امداد باہمی:......پس قرآن حکیم نے جیسے مناسک حج کے سلسلہ میں عالمی اخوت ومساوات کے رشتے قائم فرمائے، ویسے ہی عالمی تجارت اور بین الاقوامی انداز سے صنعت وحرفت کے منافع کا راستہ بھی ہموار فرمادیا، تاکہ اخوت ومساوات، حسن سلوک کی مضبوط بنیادوں پر قائم رہے اور عالمگیر طریق پر امداد باہمی بقائے باہم کے سلسلے جاری رہیں تاکہ مسلمانوں کے روابط صرف اپنے ملک کے مسلمانوں تک محدود نہ ہوجائیں بلکہ دنیا کے آخری کناروں تک پہنچیں اور بین الاقوامی بنیں۔

بہرحال حج ایک بین الاقوامی عبادت، بین الاقوامی مساوات، بین الاقوامی اخوت اور بین الاقوامی تعاون کا ایک بے مثال اور عظیم المرتبت نمونہ ہے جس میں مرکز بھی ایک اور سب کی انسانیت بھی ایک ہوکر سامنے آتی ہے اور اونچ نیچ، چھوت چھات، نفرت وحقارتِ باہمی کا بیج تک مارا جاتا ہے، پس جو قومیں آج مساوات اور بھائی چارگی کی لفظی رٹ لگا رہی ہیں، وہ قرآن حکیم کے دیئے ہوئے اس نمونہ مساوات کو سامنے رکھ کر عبرت پکڑیں، ورنہ وہ بھائی چارہ کے نمائشی

دعوے زبان پر نہ لائیں، وہ صرف مساوات، اخوت اور بھائی چارہ کے الفاظ رٹے ہوئے ہیں۔

جوہر تخلیق میں مساوات کا تقاضا:......اور ارشاد وہ بھی اسلام ہی کی اس عام پکار اور دعوت کی بدولت کہ "کلکم بنو ادم وادم من تراب"......تم سب اولاد آدم ہو اور آدم مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں۔

تم میں نہ کوئی سورج کی اولاد ہے، نہ چاند کی، نہ کوئی سونے سے بنا ہوا ہے، نہ چاندی سے، نہ کوئی خدا کے منہ سے نکلا ہوا ہے، نہ اس کے پیروں سے، بلکہ سب اس کی مشیت وتخلیق سے ایک ہی جوہر سے اور ایک ہی باپ کی اولاد سے پیدا شدہ ہیں اور آپس میں بھائی بھائی ہیں، اخوت ومحبت کے لئے بنائے گئے ہیں، وہ لوگ چاند اور سورج کی اولاد بن کر انسان کو اخوت ومساوات کا درس نہیں دے سکتے، بلکہ آدم خاکی کی اولاد ہو کر اور آدمیوں میں مل کر ہی سبق پڑھا سکتے ہیں، وہ بہت سے ہی خداؤں کے بندے بن کر دنیا کو ایک مرکز پر جمع نہیں کر سکتے، بلکہ ایک اور صرف ایک واحد قہار اور بے مثل و یکتا خدا کے بندے بن کے ہی اور مرکزیت کے نقطہ پر لا سکتے ہیں۔

عالمی اخوت کے مرکزی نقاط:......کیونکہ اسی خدائے واحد و بے مثال نے عالمی اخوت اور محبت کے لئے دنیا میں تین مراکز، کلام اللہ، بیت اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھیجے ہیں جنہیں عالمی مرکزیت دی ہے۔

قرآن کو "ذکریٰ للعالمین" بتلایا، بیت اللہ کو "ہدی للعالمین" فرمایا اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو "رحمت للعالمین" کہا، قرآن سے عالمگیر ہدایت بصورت قانون پھیلی، بیت اللہ سے عالمگیر اخوت ومساوات بصورت حج ابھری اور نبی خاتم صلی اللہ علیہ وسلم سے عالمگیر رحمت ومحبت اور انسانیت بصورت عمل سامنے آئی۔

طلب صادق:......اس لئے جو قومیں صحیح ہدایت، صحیح اخوت ومساوات اور صحیح انسانیت انسانوں میں دیکھنا چاہتی ہیں، انہیں ان تین مرکزوں سے چارہ کار نہیں ہے اور یہ پاک پونجی انہیں ان ہی تین دروازوں سے مل سکتی ہے، اگر تعصبات کو چھوڑ کر طلب صادق کے ساتھ ان کے سامنے آئیں گی بلاشبہ کامیاب واپس ہوں گی، حاصل یہ ہے کہ حج جیسی بین الاقوامی اور اجتماعی رنگ کی عبادت ہے، ویسے ہی عالمی اخوت ومساوات اور عالمی امداد باہمی کا سرچشمہ ہے۔

قرآن حکیم نے اخوت ومساوات کا ایک مستقل قانون دیا ہے جس کا ایک اہم پہلو حج کی عبادت میں بھی مضمر تھا، اس لئے موضوع کی رعایت سے اسی پہلو کو مختصر خطاب اور اس قلیل وقت میں ظاہر کرنا مقصود تھا، ورنہ حج کے سلسلے میں دینی اور دنیوی فوائد اور منافع کی فہرست اس سے کہیں طویل ہے، اتنی نہیں کہ ان چند سطروں میں سما سکے، اس کے لئے دفاتر درکار ہیں۔

وباللہ التوفیق

☆......☆......☆